منشورِ محمدی

منشور رسولان ہمہ محتاج بخاتم۔ باخاتم دہر آمدہ منشور محمد ؐ توریت بلا توریہ انجیل تجمیل ۔ گویان صفت و سیرت مبرد محمد

منشور محمدی کا فرمان	جاری رہے تا بختم دوران	شایع رہے باہزار تزئین	امین امین الہی امین

نمبر ۱۹ | مطبوعہ ۵ ، رجب المرجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری | جلد ۱۴

مثنوی

چکیدہ قلم صداقت جناب منشی سید عبدالحی صاحب منشور دام مجدکم

ہی پاک ہر ایک عیب سے تو	سبحانک لاشریک یا ہو	سردفتر انبیا محمد	سردار اصفیا محمد
تجھ کو نہین رشک اور نہ فرزند	مانند نہین تجھے خداوند	بعد اس کے اے ناظرین منشور	اس کے اصحاب پر تفکر
عابد ہین تمام تو ہی معبود	ساجد ہین تمام تو ہی مسجود	سنئے کہ یہ دین کا ہی پرچا	ای پاک دلان بذل معمور
تسبیح مین تیری ہی ہر اک شی	ہر دلمین تری جگہ نہان ہی	منشور محمدی یہی ہے	دین حق کا ہے سا چرچا
ا: مان ترا ہی کیا فراوان	منت کو ترے نہین ہے پایان	بیدینو نکو اس سے ہے ہدایت	تو فیض سے ہی ہے
اللہ رحمان رحیم ہے تو	حادث سب اور قدیم ہے تو	اسپر گر زلہی تیر ہوان سان	ویدار نکو ہی فرخ طلعت
دب محشر کی تیری اک نظر ہو	نار نمرود سرد تر ہو	رکھتا ہے یہ رخ نگارین	ہی چوہوان سال اسکو فی الحال
تہاری پہ اپنے جب تو آوے	پانی سے آگ مین لیجاوے	صورت پر اسکے یہ جوانی	شرمندہ ہی جس سے ماہ و پرون
تیری رحمت جو جوش پر آئے	ابر رحمت خروش پر آئے	ہر ایک ورق ہے کاغذ زر	ویتی ہے لطف زندگانی
دب فضل ہو اجہا پہ تیرا	محبوب کو اپنے تو نے بہیجا	ہر سطر مین اس کے نور دین ہے	کیا کاغذ زر کہ ماہ انور
وہ کون ہے باعث دو عالم	سردار جہان شفیع اکرم	حرفو مین بھری ہے کیا سیاہی	جو نقطہ ہے نکتہ یقین ہے
سرچشمہ رحمت الٰہی	خورشید چرخ رہنمائی	ایسا اخبار صادق آثار	ہے چشم پری کی روشنائی
محبوب خدا خدا کی رحمت	زینت دہ مسند نبوت	چمکاتا ہے یہ جمال اپنا	ہے تشنے شیوع کا طلبگار
مقبول جناب رب داور	بے سایہ تہا جسکا جسم اطہر	ہے پانچ روپیہ قیمت سال	ہر عشرے مین کمال اپنا
		امید ہے صاحبان ہمت	قیمت دیونگے حسب طاقت

۰	بی دا ہے دعائے سبزواری حق اس کو رکھے ہمیشہ جاری

کشف الاخبار بمبئی

اس ہفتہ وار اخبار مین علاوہ عمدہ عمدہ تازہ و جنگ سوداگران و معاملہ روس و انگلستان کے خبرون کے آمد و رفت اگبوت جہاج اور عجائب غرائب نوایجاد قابل دید چیزون کی کیفیت معہ قیمت وغیرہ چھپتی رہتی ہی سوا اخبار اور جو سامان ادنیٰ و اعلیٰ جس قسم اور جس ولایت کا جن صاحب کو مطلوب ہو راقم سے عمدہ اور بکفایت طلب فرماوین خصوصاً گہزیان ہر قسم کے اور پارچہ نفیس طرح طرح سے بقیمت مختلف موجود ہین حتی الوسع تمام دنیا کی موجودہ کل چیزین اس قدیم کارخانہ کی معرفت مل سکتی ہین ہر امر دریافت طلب کے لئے نکٹ آنہ کا بھیجنا چاہیے۔ المشتہر محمد مبارک حسن بن جناب منشی غلام حسن صاحب سوداگر و مالک و مہتمم کشف الاخبار بمبئی

ایک ہندو کا مشرف باسلام ہونے سے ہنگامہ

اخبار کراچی کا مراسلہ نویس مقیم بندر عباس تحریر کرتا ہی کہ یہان ایک جنیہ دین اسلام سے مشرف ہونے کے وجہ سے بڑا فتنہ ہوا یہ شخص ایک مدت سے دین حق کے تلاش مین تہا اور مسلمانون سے ہمیشہ کچھ کچھ سنا کرتا یکایک نور ایمان اس کے دل مین اثر کیا اور برضا و رغبت مسلمان ہونے کے لئے ایک ملا صاحب کے پاس آیا تو چونکہ ملا صاحب کو پہلے سے ہنگامہ کا خوف تہا۔ ملا صاحب نے انکار کر دیے مگر وہ شخص اپنے ارادہ پر قایم رہا اور کہا کہ اگر تم مجھ کو مسلمان نہ کروگے

تو مین خودکشی کرلون گا اسکا بار تمہاری گردن پر ہوگا غرض ملا صاحب نے بلاچاری اس کو دین اسلام سے مشرف کیا جب اس امر کی اطلاع دوسرے ہندوؤن کو ہوی تو ایک ہفتہ تک دوکان بند کر دیے اور وہان سے انگریزی رزیڈنٹ کو ایک عرضداشت اس مضمون کی روانہ کی کہ مسلمانون نے اپنی ذات بہائی کو جبراً مسلمان بنالیا رزیڈنٹ نے ان کو نصیحت کی کہ تجارت جاری رکھو مسلمان شدہ شخص سے سوال کیا گیا تو اس نے اپنی دلی رضامندی اس امر مین ظاہر کی اور اپنے پر جبر و تعدی کا برتاؤ کسی ایک سے نہ ہونے کا بیان کیا۔ شمس۔

بقیہ جواب نور افشان نمبر ۳۹ جلد ۱۲ مطبوعہ ۲۵ ستمبر ۱۸۸۷ء

اقول (۱) مسیح کا آسمان پر سے آنا اور پھر چلا جانا اگر مجازاً کہتے ہو تو سب پاک رومین وتان سے آئین اور وہین چلی گئین کارخانہ قدرت مین ہمیشہ سے یہی سلسلہ جاری رہا۔ اور اگر حقیقتاً کہتے ہو تو تمہارے عقل عجیب کو ہمارا سلام کیا تمنے انجیل مقدس مین نہین پڑہا کہ مسیح علیہ السلام مریم علیہا السلام کے شکم سے پیدا ہوے اور اپنے والدۂ معظمہ کا دودہ پیا اور مثل دیگر لڑکون کے بالیدگی و ہوش و حواس مین نشو و نما پائے اور ۳۰ برس تک خدا جانے کس دین و آئین پر رہے اوسکا کچھ حال نہین معلوم ہوتا کیونکہ انجیل نویسون نے سوائے چند طفولیت کے اس عمر تک کا کچھ حال نہین لکھا اس عرصہ مین آپ نے

وں نشو کا دعوی نہین کیا البتہ تیسرے دن سے حضرت
یحیی علیہ السلام کی دست مبارک پر توبہ کی بپتسما
اگر بقول تمہارے تم یہ الہامیت مجسم مجسم انسان
پر قیام رکھتے ہے تو یہ عجیب بات ہے کہ مریم علیہا السلام
کی شکم سے کسطرح پیدا ہوے اگر وہ خود پیدا کئے
ہوے موجود تھے تو فرشتون کے طرح سے دنیا مین
آجاتے نہ کہ شکم مادر زمین خلوال ہو کر خون حیض کہاتے
اور لڑکون کے طرح بڑہنا گہٹنا گوارا کرتے۔

۲۔ آپ فرماتے ہین جب نجات کا کام پورا کر چکا
تو مناسب تہا کہ آسمان ہی کو لوٹ جاوے اس
دعوے پر ہم کو کامل ثبوت یا ناقص کچہ تو دیجئے
اناجیل سے صاف معلوم ہو دیگا اگر ناظرین چشم غور سے
ملاحظہ فرماوینگے کہ مسیح نے نجات کا کام پورا تو پورا
ہی نہین کیا اور ہوا یا چوتہائی یا چوتہائی کی چوتہائی
بہی نہین کیا۔ جن[1] کے لئے آپ بہیجے گئے تہے یعنے بنی
اسرائیل وہ تو آجتک گمراہ ہین اور انہون ہی
نے آپ کو مصلوب کیا اور انہین کی خوف سے
آپ اور ہزاد ہر چیلے[2] اور رہبر گئے پہرے اور خود
آپ کی انتخاب کئی ہوی[3] نجات والون کا عجب ہی

حال ہوا کہ رکیشنے تیس روپیہ کی طمع سے آپ کو
گرفتار ہی کرا دیا اور پہر آپ خودکشی کرکے ابدی
نیند سو گیا اور باقی گیارہ مین سے ایک[4] اہل نجات
نے جہوٹی قسم کہا کر تب پطرس کہ اور انہین۔
حضرت کو مسیح کے جناب سے شیطانی خطاب ملا اور
باقی دس ہی سب بے ایمان و بے اعتقاد و ناپاک
سخت دل تہے اور مسیح کے رشتہ دار ہی مسیح پر ایمان
نہین لائے تہے مرقس ۳ باب ۲۱ یوحنا ۷ باب ۳
۵۔ متی ۱۲ باب ۴۶۔ ۵۰۔ ۱۳ باب ۵۴ مرقس ۶ باب
۱۳۔ ۳۵ لوقا ۸ باب ۱۹۔ ۲۱ مین مسیح کے بہائی
رشتہ دارون کے ایمان نہ لانے کا بہت صراحت سے
بیان ہوا ہے اور یوحنا ۷ باب ۳ مین مسیح
کا قول اسطرح مرقوم ہے ۲۲۔ اگر مین نہ آیا ہوتا اور
انہین نہ کہتا تو ان کا گناہ نہ ہوتا لیکن اب ان پاس
ان کے گناہ کا عذر نہین۔ دیکہئے مسیح خود فرماتے ہین

---

[1] متی ۲۶ باب ۱۴۔ ۱۶۔ مرقس ۱۴ باب ۱۰ و ۱۱۔ لوقا
۲۲ باب ۱ و ۶ یوحنا ۱۳ باب ۲ و ۲۷۔ ۶ باب ۷۰۔

[2] متی ۲۶ باب ۵۔ [3] متی ۲۶ باب ۶۹۔ ۷۴ مرقس ۱۴ باب
۶۶ متی ۱۲ باب ۲۳۔ [4] متی ۶ باب ۲۴۔ ۱۵ باب
۱۵۔ ۱۷۔ ۱۶ باب ۸ و ۹ و ۱۷ باب ۲۰۔ مرقس ۳ باب ۵۔ ۶ باب ۵۱ و ۵۲
۸ باب ۱۷ و ۲۱۔ ۹ باب ۲۸ و ۲۹۔ ۱۶ باب ۱۰ و ۱۴ لوقا ۶ باب
۴۶۔ ۲ باب ۵۰۔ ۹ باب ۴۵ و ۵۵۔ ۱۷ باب ۵۔ ۶۔ ۴ باب ۱۱
۲۴ باب ۲۵۔ یوحنا ۶ باب ۶۰ و ۶۱ و ۶۴ و ۶۶ و ۷۰۔ ۱۳ باب ۱
۱۴ باب ۱ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۳۸۔ ۱۶ باب ۳۰۔ ۳۲۔
۲۰ باب ۹ و ۲۷۔ ۵ باب ۳۸۔

حاشیہ [1] متی ۱۰ باب ۵ و ۶۔ ۱۵ باب ۲۴ اعمال ۳ باب
۴۶۔ [2] متی ۱۲ باب ۱۴ و ۱۵۔ ۱۴ باب ۱۳
مرقس ۳ باب ۶ و ۷ لوقا ۶ باب ۱۱۔ مرقس ۶ باب
۳۰ و ۳۱ لوقا ۹ باب ۱۰ یوحنا ۱۱ باب ۴ ۵۔ ۱۲ باب
۳۷۔ [3] متی ۱۰ باب ۱۔ ۴ مرقس ۳ باب ۱۳۔ ۱۹۔ ۶ باب
۷ لوقا ۶ باب ۱۳۔ ۱۶۔ ۹ باب ۱ ۲۔

حاشیہ [1] متی ۲۶ باب ۱۴ ۔ ۱۶۔ مرقس ۱۴ باب ۱۰ و ۱۱۔ لوقا
۲۲ باب ۱ و ۶ یوحنا ۱۳ باب ۲ و ۲۷۔ ۶ باب ۷۰۔
[2] متی ۲۶ باب ۵۔ [3] متی ۲۶ باب ۶۹۔ ۷۴ مرقس ۱۴ باب
[4] متی ۱۶ باب ۲۳۔ [5] متی ۶ باب ۳۰۔ ۱۴ باب ۳۰۔ ۱۵ باب
۱۵۔ ۱۷۔ ۱۶ باب ۸ و ۹ و ۱۷ باب ۲۰۔ مرقس ۳ باب ۵۔ ۶ باب ۵۱ و ۵۲
۸ باب ۱۷ و ۲۱۔ ۹ باب ۲۸ و ۲۹۔ ۱۶ باب ۱۰ و ۱۴ لوقا ۶ باب
۴۶۔ ۲ باب ۵۔ ۹ باب ۴۵ و ۵۵۔ ۱۷ باب ۵۔ ۶۔ ۴ باب ۱۱
۲۴ باب ۲۵۔ یوحنا ۶ باب ۶۰ و ۶۱ و ۶۴ و ۶۶ و ۷۰۔ ۱۳ باب ۱
۱۴ باب ۱ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۳۸۔ ۱۶ باب ۳۰۔ ۳۲۔
۲۰ باب ۹ و ۲۷۔ ۵ باب ۳۸۔

ہیرے آنے سے گناہ پھیلا اور پادریصاحب استدلال
کرتے ہین کہ جب وہ نجات کا کام جسکے لئے آیا تہا پورا
کر چکا تو تب اوسکو اوسی جگہ چلا جانا مناسب امر
تہا پس غور فرمائے کہ جب کہ مسیح مخصوص بنی اسرائیل
کی ہدایت کو آئے تہے اور ان مین سے آپ کو کسی نے
قبول نہ کیا اور نہایت سنگدلی سے کانہہ پر لٹکایا
اور اوسی وجہ سے اونپر ابد تک گناہ قایم رہا اور
بارہ شاگرد جن کو خود مسیح نے انتخاب کیا وہ بہی
بے ایمان و شیطان بنی رہے اور مسیح سے برادر و
قرابتی بہی مسیح پر ایمان نہ لائے اور حسب تصریح
یوحنا ۱۵ باب ۲۲ مسیح کے آنے سے دنیا مین گناہ قایم
ہوا کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ وہ نجات کی کام کو
پورا کرنے آیا تہا اور پورا کر چکا تو آسمان پر صعود
کر گیا۔

(۲) آپ فرماتے ہین کہ دنیا گناہ سے بہری ہوئی
ہے مسیح سے سکونت کی لایق نہ تہی اس لئے اوسکا
آسمان پر صعود کرنا مناسب تہا اب ہم سوال
کرتے ہین کہ ۳۳ برس تک تو بالاتفاق مسیح دنیا
مین رہے کیا اس ۳۳ سال تک دنیا گناہ کا گہر
نہ تہا یا کوئی نئی زمین اور نیا آسمان بنگیا تہا
پس اگر مسیح دنیا گناہ سے بہری ہونے کی غرض سے
آسمان پر صعود کر گئے تو ۳۳ سال تک ایسے گہر
مین کیون رہے اس عرصہ مین شاید کوئی گناہ ہی
دنیا مین رہنے کے وجہ سے لگ گیا ہوگا۔

(۳) ایسے ناپاک گہر مین جس کو وہ پاک نہ کر سکے پہلی

ہی کیا سمجہ کر اپنے باپ کے گہر سے ذیرہ و انداز
آپ سے تہے کیا ان کو پہلے معلوم نہ تہا کہ دنیا طرح طرح
کے گناہ سے بہری ہوئی ہے۔

قولہ (۲) کہانت کا کام پورا کرنے کو اوسی عزیز
تہا کہ آسمان پر چڑہ جاوے سردار کاہن کے
کام مین دو حصے تہے پہلا وہ لوگون کے گناہون
کے لئے قربانی چڑہایا کرتا تہا دوسرا اس قربانی
کا لہو اور بخور جلائے ہوئے لیکر پاک ترین جگہ مین
داخل ہوکر رحم کی کرسی کے سامنے حاضر ہوکر پیش
کیا کرتا تہا پہلا حصہ کہانت کے کام کا مسیح نے اس
دنیا مین پورا کیا جبکہ وہ صلیب پر ہمارے بدلے
قربان ہوا اور بعد ازان دوسرے حصہ کے پورا
کرنے کو آسمان پر چڑہ گیا تاکہ خدا کے حضور رہو کر
ایمانداروں کے لئے منت اور سفارش کرے عبرانیون
کے خط مین اس مسئلہ کی پوری تشریح ہے۔

اقول یہ امر بہی کئی وجوہات سے باطل ہے۔

(۱) یہ کہ عیسائیون مین عہد جدید کی کتابین دو قسم
پر منقسم ہین پہلی قسم کی وہ کتابین جنکو جمہور قدما
نے تسلیم کیا اور دوسری قسم کی وہ کتابین ہین
جن مین جمہور قدما نے اختلاف کیا سو اول قسم کی
فہرست مین نامۂ عبرانیون کا نام نہین ہے جسکے حوالہ
سے آپ دوسرا امر ضرورت صعود کا بیان کرتے
ہین یوسی بی اس اپنی تاریخ ۳ جلد ۳ باب مین
لکہتا ہے کہ نامۂ عبرانیون کو بعض لوگون نے عہد جدید
سے نکالدیا تہا پہر ۶ جلد باب ۲۵ مین اریجن کا

تول نکلتا ہے کہ وہ عبرانیون کلیسیا مین مستعمل
تھی اور یہ بھی کہ جو نسخے عبرانیون کے پاس
تھے وہ ہمارے نسخون سے جو اب ہمارے پاس
ہین اختلاف رکھتے تھے اور کیسا کہ ۲۱۳
پولوس سے ۱۳ خطوط شمار کرتا ہے اور رسالہ عبرانیون
کو پولوس کا خط نہین کہتا لہذا اوسکی سند قابل اعتبار
نہین۔

(۲) پولوس واقعات کو صحیح نہین لکھتا چنانچہ نمونہ
اسکا اوپر دکھلایا گیا اور یہان بھی بطور نمونہ ہی
اوس کی ایک مثال اوسی خط محولہ پادری
صاحب سے جسکی گذرہ پر پادری صاحب کچھ کا کچھ لکھ
مارتے ہین دکھائی جاتی ہے۔

عبرانیون ۵ باب ۷ اوسی نے اپنے مجسم ہونے کے دنون
مین بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اوس سے جو اوسکو
موت سے بچا سکتا تہا دعائین اور منتین کین اور تحمل کے
سبب اوسکی سنی گئی۔ دیکھو پولوس لکھتے ہین مسیح کی
دعا تحمل کے سبب سنی گئی حالانکہ متی ۲۶ باب ۳۹۔
۴۴۔ مرقس ۱۴ باب ۳۶۔ ۳۹ مین مسیح کا رونا
نہایت اضطرابی سے واسطے ارتفاع مصلوبیت کے
(جس کو آپ نے اپنے نجات کا کفارہ ٹہرایا ہے) تین
بار دعا مانگنا لکھا ہے مقبولیت دعا تو درکنار رہی
پہر اناجیل مین لکھا ہے کہ مسیح گرفتار ہوگئے اور انکو
صلیب دیدیا بوقت صلیب آپ کہتے تہے۔ ایلی ایلی
لما سبقتانی۔ یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تونے
مجھے کیون چہوڑا (متی ۲۷ باب ۴۶۔ مرقس ۱۵ باب

ہوا اور یسوع نے بہت بڑی شور سے چلا کر جان دیدی
(متی ۲۷ باب ۵۰۔ مرقس ۱۵ باب ۳۷) پس اگر مسیح
کی دعا مقبول ہوجاتی تو ایلی ایلی لما سبقتانی کیون
کہتے اور کیون چلا کر دم چہوڑتے اور کیون صلیب
دئے جاتے کیونکہ ان کی دعا یہی تہی کہ مین صلیب دیا
جاؤن بسیبی خود قایل نہین کہ آنجناب مصلوب ہوئے
اس مین زیادہ دینا فضول ہے پس غور کرو کہ جب
پولوس ایسا خلاف واقع لکھا کرتے ہین تو ان کی
تحریر کی کیا سند ہے۔

(۳) آپ فرماتے ہین کہ کہانت کی پورا کرنے کے لئے
اوسے آسمان پر چڑہ جانا ضرور تہا اور کہانت کی کام
کی آپ دو حصہ قبول ہی کرتے ہین جیسا کہ موسی
کی شریعت مین لکھا ہے پہلا گناہگارون کے لئے قربانے
چڑہانا دوسرا قربان کا لہو اور بجوز لیکر پاک جگہہ مین
خدا کی روبرو پیش کرنا۔

پہلے کام کو آپ یون پورا کرتے ہین کہ مسیح قربان ہوگئے
لیکن جو کہانت کہ پہلے حصہ کو نظر انصاف سے دیکہو تو
صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ کاہن گناہگارون
کے بدلی خود قربان ہوجاتا تہا اور تم کہتے ہو مسیح
خود قربان ہوئے۔

اسی طرح دوسرے حصہ کا کام تہا کہ قربانی کا لہو اور بجوز
کاہن پیش کرتا تہا نہ کہ اپنا لہو اور اپنا بجوز چڑہانے
کو آسمان پر چڑہ جاتا تہا پس یہ کہانت خلاف
مرضی الہی ہوی اور مسیح علیہ السلام سے خلاف مرضی
الہی خلاف ہے یعنے خدا نے یہ حکم کبھی نہین دیا کہ کاہن

خود قربان ہوا۔ خود ہی لہو اور بجز اپنا چڑھاوے یا آسمان پر چڑھ جاوے اگر کہین حکم دیا ہو تو فرماوے سو اسکے مسیح تو خود خدا تھے اور اپنا باپ مین اور باپ بیٹے مین تھے یعنے ایک تو یہ کیونکر ہوا کہ خدا اپنے مخلوق کے لئے آپ قربان ہو کر آپ ہی اپنا سفارشی ہوا اور اپنا لہو آپ ہی اپنی رو برو پیش کیا۔ معرعہ وزا الطاف فرماؤ خدارا۔

(۴) عیسائیون کے اکثر فرقہ مسیح کی قربانی یعنے صلیب کے منکر ہین جن کو ہم مفصل طور سے منشور محمدی نمبر ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ جلد ۱۳ مین بجواب نور افشان نمبر جلد ۱۲ کے لکھ چکے ہین وہان دیکھو اور اسکا تصفیہ کرو پس جب خود قدیم فرقہ عیسائی اسکا انکار کرتے ہین تو کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ مسیح گنہ گارون کے بدلے قربان ہوے۔ خصوصا جبکہ اناجیل مین کہین نہین لکھا کہ مسیح گنہ گارون کے بدلے قربان ہوے اور اگر ایسا ہوتا تو کتب عہد عتیق مین اس بڑی ضروری واقع کی خبر دیجاتی اور اسپر ایمان لانے کی سب نبیون کے معرفت تاکید ہوتی اور بعض فرقہ عیسائی صلیب مسیح کی منکر نہ ہوتے اور دیکھو گنہ گارون کو خود پادری صاحب و تمام عیسائی برا کہتے ہین مثلا یہوداہ اسکریوطی پلاطوس وغیرہ اون کی نزدیک ایسی نہین اور نجات نہین پا سکتے اور اپنی زعم مین مسلمانون کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہین اور ہنود و مجوس کا تو کیا ہی ذکر ہے پس اگر وہ دنیا کی بدلی اور گنہ گارون کی عوض قربان ہوے تو پادری لوگ اتنی ساری خلقت کو جو پادریون کے فرقہ سے نہین حصہ زیادہ ہے کیون گنہ گار کہتے ہین۔ نہ اتنے کیونکہ مسیح تو سبکی بدلی قربان ہی ہو چکے اور شیطانی کام کو وہ نیست ہی کر چکے اب کوئی کتنا ہی برا کام اور گناہ کیون نہ کرے وہ سب قربانی مسیح کا مذکور قول (۳) مسیح کا آسمان پر چڑھ جانا اس واسطے ضرور تھا کہ روح القدس ایمانداروں پر نازل ہو مسیح نے خود فرمایا کہ اگر مین نجاؤن تو تسلی دینے والا تمہارے پاس نہ آئیگا پر اگر مین جاؤن تو مین اوسے تم پاس بھیجدونگا۔

یوحنا کی ۱۶ باب کی ۷ نجات کا کام پورا ہوا لیکن اوسکی فوایدابھی تک لوگون کو نہین پہونچے اونکو پہونچانے کے لئے روح القدس کی تائید درکار تھی نبیون کی کتابون مین اس تاثیر کی نہایت سے عنایت ہونے کا مسیح کے عہد مین مذکور تھا اوسکو حاصل کرنے اور بھیجنے کے لئے ضرور تھا کہ مسیح آسمان پر چڑھ جاوے۔

اقول ہم اور ہمارے بھائی اہل اسلام اور خدا کا کلام جو حضرت الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا ہے باواز بلند اور صدق دل سے پکار کر کہتے ہین کہ جناب مسیح مصلوب نہین ہوے موت کا مزا ابتک نہین پایا خدا کی فرشتون کی معرفت زندہ آسمان پر اوٹھا لئے گئے ہین مگر جس اوتار چڑھاؤ کی سیر ہی پر حضرات ہو اور اون کو اوتار چڑھاتے ہین ہم کلام اوس مین کرتے ہین اور وہی

تابعین پادریون کے صعود مسیح کو باطل کرتے ہین
یہ بات سچ ہے کہ مسیح نے تسلی دینے والیکی آنیکی خبر
دی لیکن پادری صاحب نے سب عادت جو اوپر
اوڑھی کر دین لین اور حق سے چشم پوشی کی
ہے وہ بچند وجوہ باطل ہے۔
(۱) آپ شاید پاراکلیت سے وہ روح القدس اپنی
گمان مین مراد لیتے ہین جسکا ذکر اعمال باب ۲ مین
ہے اور یہ قطعی خام خیالی اور سخت دھوکہ ہے کیونکہ
وہ تسلی دہندہ حضرت محمد رسول اللہ ہین جن کی
آنے کی خبر جناب مسیح نے کئی مرتبہ بیان فرمائی
ہم اوسکا مفصل تذکرہ بعد ختم جواب پادریصاحب
کی کرین گے ان کو مناسب ہے کہ اوس کو غور کرکے
رسالت آنحضرتؐ کو تسلیم کرلین گے یا جواب دین گے
اگر جواب نہ ملے گا تو منصفین بدیدہ حق بین سمجھہ
لین گے کہ پادری صاحب جواب سے عاجز ہو گئے اور
سمجھ گئے کہ فی الواقع یہ بشارت پیغمبر عربؐ کی ہے
گو وہ کسی وجہ خاص سے علانیہ آنحضرتؐ کا اقرار
نہ کرین۔
(۲) آپ فرماتے ہین کہ نجات کا کام پورا ہو گیا
تھا مگر اوسکی فوایدا وس تسلی دہندہ ہی پر
موقوف تھی خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ نجات کے فواید
اوس آنے والے موعود سے حاصل ہونی بتائے
تب بھی اس آنے والے موعود کا جناب مسیح سے درجہ
اعلیٰ ہی رہا کہ جو کام مسیح نہ ہو سکا وہ اوس نے
انجام دیا لیکن اصل مین نجات کا کام بھی مسیح سے
پورا نہین ہوا تھا جیسا کہ پیچھے بیان ہوا نجات کا کام
اور اوس کے دونون پیغمبر عرب نے کر دیا تسلی
دہندہ موعود ہین کمال کو پہنچنے جیسا کہ مسیح
نے فرمایا تھا جسکا بیان انشاء اللہ عنقریب آتا ہے۔
(۳) آپ مسیح کے اس فرمانے کو کہ (جو مین نہ جاؤن
تو وہ تسلی دہندہ نہ آویگا) معمول بعض عبارت
سمجھ کر کہتے ہین اور یہ دیگا دھانگی بیجا ہے کیونکہ
عہد آدم سے تا زمان مسیح دستور العمل تھا کہ ایک
نبی اپنی پیچھے آنیوالیکی خبر دیا کرتا تھا اور جب تک
ایک نبی دوسرے کو نہ کر لیتا تھا تب تک دوسرا
نہ آتا تھا پس اسی طرح سے جناب مسیح نے اس خبر کو بیان
کیا اس مین ضرورت صعود کا دھوکا پیش کرنا عجب
فہم و ذکا ہے۔
(۴) آپ فرماتے ہین کہ نبیون کی کتابون مین اس
تسلی دہندہ موعود کی خبر بڑی کثرت سے تھی
مسیح مین لکھی تھی یہ سراسر بہتان و افترا ہے بھلا
کس کتاب مین لکھا ہے کہ وہ تسلی دہندہ عہد مسیح
مین آویگا ایک کتاب کا تو حوالہ دیا ہوتا یون ہی
جاہلون کے ورغلانے کو اکثر بیچون نبیون پر تہمت باندھ
دی اور یہ عجب معاملہ ہے کہ خود ہی اوس کو عہد حوارئی

لہ نبی ایکوقت مین کئے کئے بھی ہوتے تھے مگر باقی نبی ایک بڑی نبی صاحب احکام کے مطیع رہتے تھے مثلاً عہد موسیٰ مین ہارون و یوشع تھے موسیٰ کی اطاعت مین کام کرتے تھے کیونکہ موسیٰ صاحب احکام تھے اور برتر رسول تھے سو یہانپر ایسے ہی اولوالعزم رسول سے مراد ہے۔ ۱۲۔

ہین جتاتے ہو جان اللہ پادری صاحب کبھی عہد جدید
ہین بتا دیتے ہین کبھی عہد مسیح ہین سچ ہے ۔ دوسرے
کو راحافظہ نباشد کہ یاد ماند ۔ اجی حضرت یہ ایک
سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا جناب مسیح کی ہی تسلی
بدون اوس تسلی دینے والے کے نہین ہوتی ہی
افسوس تم ہماری ایک بات کا بھی جواب نہین دیتے
اور ہماری دل کی دل ہی مین رہ جاتی ہے ۔

قولہ (۴) مسیح کے صعود کا آخری مطلب یہ تہا کہ وہ
جاکر اپنے شاگردون کے لئے جگہ تیار کرے اوسنے
خود فرمایا کہ مین جاتا ہون تاکہ تمہارے لئے جگہ
تیار کرون مین پھر آؤن گا اور مین تمہین اپنے
ساتھ لونگا تاکہ جہان مین ہون وہان تم بھی
ہو ۔ یوحنا کی ۱۴ باب کی ۲ و ۳ ۔

اقول یہ آخری مطلب بھی بچند وجوہ مبطل دعوی
پادریصاحب ہے ۔

(۱) انجیل یوحنا جسکی سند سے آپ بیان کرتے ہین
تصنیف یوحنا نہین ہے چنانچہ ہارن صاحب اپنی تفسیر
مین لکھتے ہین کہ دوسری صدی مین فرقہ الوجین نے
اس انجیل اور دیگر تصانیف یوحنا سے انکار کیا
ہے پس اگر یہ انجیل تصنیف یوحنا ہوتی تو دوسری
ہی صدی مین کہ زمانہ یوحنا کے قریب قریب ہے کیون
انکار ہوتا اور برشینڈر کہ بڑا محقق معتبر عالم عیسائی
ہے کہتا ہے کہ انجیل یوحنا اور ان کی خطوط دشواری
دوسری صدی سے کسی عیسائی نے اپنے طرف
سے لکھکر یوحنا کے نام سے مشہور کر دئے ہین

اور باب ۱۶ کو تو تمام علماء مسیحی نے مشکوک
ہی نہین بلکہ انکار کیا ہے پس اس انجیل کی سند بیکار ہے
(۲) جس آیت کا آپ حوالہ دیتے ہین اوسمین یون
لکھا ہے کہ مین پھر آؤن گا اور تمہین اپنے ساتھ
لونگا کیونکہ جہان مین ہون وہان تم بھی ہو پس
فرمائے کہ مسیح کب آئے اور کب اون کو ساتھ لیگئے
پھر یہ کہنا کہ شاگردون کے لئے مکان تیار کرنے
کے لئے اوسکو آسمان پر جانا ضرور تہا سراسر
باطل ہوگیا ۔

(۳) اس سے اگلی آیات یون ہین ۔ یوحنا ۱۴ باب
۴ اور جہان مین جاتا ہون تم جانتے ہو اور
راہ بھی جانتے ہو ۵ ۔ تھومانے اوسے کہا ای
خداوند ہم نہین جانتے کہ تو کہان جاتا ہے اور
ہم کیونکر اس راہ کو جان سکین ۶ ۔ یسوع نے اوسے
کہا راہ اور حق اور زندگی مین ہون کوئی بغیر
میرے وسیلہ باپ کے پاس آ نہین سکتا ہے ۷ ۔ اگر
تم مجھے جانتے تو میرے باپ کو بھی جانتے اور اب
تم اوسے جانتے ہو اور اوسے دیکھا ہے ۸ ۔ فیلپوس
نے اوسے کہا ای خداوند باپ کو ہمین دکھلا کہ
ہمین کافی ہے ۹ ۔ یسوع نے اوسے کہا ای فیلپوس
مین اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہون اور تو نے
مجھے نجانا جسنے مجھے دیکھا ہے اوسنے باپ کو دیکھا
ہے اور تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمین دکھلا ۔
۱۰ ۔ کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین ہون
اور باپ مجھ مین ہے انتہی ۔

دیکھو مسیح فرماتے ہین جہان مین جاتا ہون تم جانتے ہو اور شاگرد کہتے ہین ہم نہین جانتے یہ کیسی عجیب بات ہے لہذا یہ کلام مسیح کا نہین ہو سکتا اور شاید اسی وجہ سے دینداران مسیحی نے اس انجیل سے انکار کیا ہے پھر دیکھو کہ مسیح کے شاگرد مسیح پر ایمان و یقین نہین لاتے تھے جیسا کہ ان آیتون مین بیان ہوا۔ اور اونہون نے حسب تفریح ۸ و ۹ آیت کے مسیح کو نہین پہچانا تہا۔ اور مسیح پر ایمان لانا غیر کافی سمجھتے تہے اور نہون نے خدا کو بہی نہ پہچانا اور جب خدا کو نہ پہچانا تو ان کے لئے مکان کی تیاری کیسی۔

(۴) بقول آپ کے محاورہ بائبل مین آسمان چار معنے پر مستعمل ہے جیسا کہ پیچھے گذرا تو آپ ثابت کرو کہ ان چارون معنی کے لحاظ سے وہان مکان کیونکر تیار ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ مکانات جنت پر جسکا بیان کتب اسلام مین ہے پادری لوگ اعتراض کرتے ہین اور یہان کچہ نہین۔ اور جب تم کہتے ہو کہ مسیح وہین سے آیا تہا اور وہی آسمان اوسکا قدیم مسکن تہا پھر وہان جاکر دیکہنا اور جگہہ تیار کرنا کیسا اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ مکان مسیح نے کبہی دیکہا نہین تہا ورنہ اوس کی تیاری کے لئے جانا اور درستی کرنا ایک فضول بات ہے اور جب تم مسیح کو خود خدا اور خود مختار بادشاہت آسمانی کا مالک کہتے ہو تو عجب خدا ہے کہ اپنی کہر کی مکانات سے بہی واقف نہین ہے۔

اب مین نے مادر یصاحب کی جواب سے فراغت پائی اس نے سب وعدہ اب مین اوس تسلی دہندہ کا کچہ مختصر حال عرض کرتا ہون۔

یوحنا ۱۵ باب ۲۶ پر جبکہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمہارے لئے باپ کیطرف سے بہیجونگا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتی ہے اوسے تو وہ میرے لئے گواہی دیگا۔

۱۶ باب ۷۔ کیونکہ اگر مین نجاؤن تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آویگا پر اگر مین جاؤن تو مین اوسے تم پاس بہیجدونگا۔ ۸۔ اور وہ آنکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹہرا دیگا۔ ۹۔ گناہ سے اسلئے کہ وہ مجہ پر ایمان نہین لائے۔ ۱۰۔ راستی سے اس لئے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون اور تم مجہے پہر نہ دیکہوگے ۱۱۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہان کی سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ لوقا ۲۴ باب ۴۹۔ اور دیکہو مین اپنے باپ کی اوس موعود کو تم پر بہیجتا ہون لیکن تم جبتک عالم بالا کی قوت سے ملبس نہ ہو یروسلم شہر مین ٹہرو۔

اس آنیوالے موعود کو ہمارے بہائی عیسائی روح القدس سے مراد لیتے ہین جو حواریون پر نازل ہوا لیکن تا وقتیکہ عیسائی اپنے اس دعوے پر دلیل قطعی نہ پیش کرین عاقل سے نزدیک انکا خالی کہدینا نقش بر آب ہے سو آجتک کوئی پادری

اس دعوے پر دلیل نہ لاسکا اور کیا دلیل بیان
کرتے خود متعصبین عیسائیون نے لاچار ہوکر مان لیا
ہے کہ اس سے تسلی دہندہ مراد نہین ہے بلکہ یہ خبر
محمد رسول اللہ کی ہے یہ اصل لفظ پاراکلیت یعنے
فارقلیط ہے جسکا ترجمہ انجیل مین تسلی دہندہ
کیا گیا ہے حالانکہ اس کے معنے احمد کے ہین -
اسکی تحقیقات مین تین امر غور طلب ہین - پہلی قدیم
عیسائی اس کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے تہے آیا یہی
جو فی زمانہ ہماری بہائی عیسائی رکھتے ہین یا
کچھ اور - گاڈفری ہگینس صاحب رسالہ اپالوجر
مین جسکا ترجمہ حمایت الاسلام ہے تحریر فرماتے
ہین کہ ترتولین کے زمانہ سے پیشتر دوسری
ہی صدی مین مانی اس کو اکثر عیسائی خیال
کرتے تہے کہ یہ وہی تسلی دہندہ موعود ہے -
یعنے پیرکلیطاس ہے - پہر مانی اس کی زمانہ کے
بعد مینس کو اعتقاد رکھتے تہے کہ یہ وہی آمیولا
موعود ہے - جسکی خبر حضرت مسیح نے دی تہی - پس
مقام انصاف ہے کہ جب پیرکلیطاس سے مراد
روح القدس سے تہی جو حواریون پر نازل ہوا تو
قدیم عیسائی ان دو اشخاص مذکورہ بالا
کو تسلی دہندہ موعود کیون خیال کرتے تہے -
دوسری غیر متعصب منصف مورخین و مفسرین
عیسائی کی اس موعود مین کیا رائے تہی اور
وہ کیا سمجھتے تہے آیا وہی جو حواریون پر صعود سے
پچاس روز بعد نازل ہوا - اور حسب دعوے اہل

اسلام وہ پیغمبر عرب کو تسلی دہندہ موعود خیال
کرتے تہے - مسٹر جارج سیل صاحب مفسر قرآن
اور مسٹر جان دیون پورٹ اور پادری ہرست
اور گاڈفری ہگینس وغیرہ بڑی کروفر سے
لکہتے ہین کہ فی الواقع یہ خبر پیغمبر عرب کی ہے دیکھو
تفسیر قرآن سیل صاحب صفحہ ۴۴۹ - اور مورخین
محدثین کی تصانیف کم یاب نہین ہین اور
مولوی سید احمد حسین صاحب رئیس عظیم آباد
حاجی گنج جن کی قدر و منزلت علمی اور تحقیق
انیق کی اکثر پادری بہی قایل ہین اور کلکتہ کے
پادری نے تو ان کو ایک مسئلہ مین جواب بہی
نہین دیا بحث فارقلیط مین لکہتے ہین کہ ریورنڈ
صچل ایل ایل ڈی اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ
۲۰۶ مین لکہتے ہین کہ مراد اس سے محمد ہین انتہی
اور نیز سوائے محققین صدر کے اور بہی علماء مسیحی
گذرے ہین جو مصداق اس بشارت کا آنحضرت
کو بتاکر متعصبین کی تیر ملامت کا نشانہ ہوئے ہین
پس اگر اس آیت مین بشارت آنحضرت نہ ہوتی
تو خود مسیح مورخ و علماء عیسائی کیون اقرار کرتے
تیسری یہ دیکہنا چاہیے کہ روح القدس زمان
مسیح مین موجود تہا یا نہین کیونکہ مسیح فرماتے
ہین کہ اگر مین نجاؤن تو وہ نہ آئے گا - سو اگر
روح القدس زمان مسیح مین موجود نہ تہا اور
اوسکا فیض حواریون کو نہین پہونچا تہا اور
مسیح نے نہین عنایت کیا تہا تو پادریون کا دعوے

چادر نہ محض افترا ہے لوقا ۲۴ باب ۳۹ اور روح
قدس جسم کی صورت مین کبوتر کیطرح اوسپر اتری
متی ۳ باب ۱۶ ۔ اور اوس نے خدا کی روح کو کبوتر
کے مانند اترتی اور اپنے اوپر آتی دیکھا ۔ یوحنا
۱ باب ۳۲ مرقس ۱ باب ۱۰ موافق اسکی ہے ۔
متی ۱۰ باب ۱ ۔ پھر اوسنے اپنے بارہ شاگردون
کو پاس بلاکے اونہین قدرت بخشی کہ ناپاک روحون
کو نکالین اور ہر طرحکی بیماری اور دکھ
درد کو دور کرین مرقس ۳ باب ۱۳ و ۱۵ ۔ ۶
باب ۷ ۔ لوقا ۶ باب ۱۳ ۔ ۹ باب ۱ و ۲ موافق
اس کے ہے ۔

مسیح شاگردون سے فرماتے ہین متی ۱۰ باب ۲۰ کیونکہ
کہنے والے تم نہین بلکہ تمہاری باپ کی روح
جو تم مین بولتی ہے یوحنا ۲۰ باب ۲۱ اور یسوع
نے پھر اونہین کہا تم پر سلام جس طرح باپ نے مجھے
بھیجا ہے مین بھی اسی طرح تمہین بھیجتا ہون ۔
۲۱ اوسنے یہ کہہ کے اونپر پھونکا اور کہا کہ تم
روح قدس لیو ۔ ۲۳ ۔ جن کی گناہ تم بخشو
اون کی گناہ بخشے جاتے ہین جنہین تم نہ بخشوگے
نہ بخشی جائین گے ۔ ۱۷ باب ۱۸ جس طرح تو نے
مجھے دنیا مین بھیجا ہے مین نے بھی اونہین دنیا
مین بھیجا ہے ۔ انتہی ۔

دیکھیے زمان مسیح مین روح القدس موجود تھا
اور مسیح پر نازل ہوا تھا اور مسیح نے حواریون
کو عنایت کیا تھا پس اگر اس سے روح القدس مراد
ہوتا تو مسیح یون نہ کہتے کہ جبتک مین نہ جاؤن وہ نہ آئیگا
اس کلام سے صاف روشن ہے کہ اس موعود سے وہ شخص
مراد ہے جو زمانہ مسیح مین نہ تھا اور دنیا مین کبھی نہین
آیا تھا اور روح القدس کی موجودگی جیسا کہ ان
آیات مین مذکور ہے اناجیل سے ثابت ہے اور نیز
پچھلی نبیون کی کتابون مین بھی بکثرت روح القدس
کا نزول لکھا ہے جو پڑھے سو دیکھ لے ۔

پس سمجھو اور خوف خدا کو دلمین جگہ دو کہ یہ بشارت
حضرت محمد رسول اللہ کی ہے جارج سیل صاحب تفسیر قرآن
مین لکھتے ہین کہ جس لفظ کی معنی تسلی دہندہ کئی جاتے
ہین وہ اصلی لفظ فارقلیط ہے جسکی معنی احمد کی ہین
اور یہ پیغمبر اسلام ہین اسی طرح گاڈفری ہگنس اسکی
معنے احمد کی لکھکر آپ کو بموجب اس بشارت کے پیغمبر
برحق سمجھتے ہین ۔ جناب مولوی سید احمد حسین صاحب
مدظلہ عظیم آباد کی بحث اس مقام پر خوب ہے جسکے لفظا
ذیل مین نقل کرتا ہون ۔ اول مسٹر میل صاحب صفحہ ۲۰۲
مین کہتے ہین کہ مسیح نے دربارہ محمد صاحب کے خبر دیا ہے کہ یہ
وہی ذکر ہے اور دیون پورٹ بھی کہتا ہے کہ یہ خوشخبری
محمدؐ کی باب مین مسیح نے دیا ہے اور گاڈفری ہگنس اپالوجی
دفعہ ۱۷۷ مین کہتا ہے کہ یورنڈ پاکہرسٹ کہتا
ہے کہ مراد اس تشبیر گوئی سے محمد ہین ۔ اور ریورنڈ ایل
ایل ڈی اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۲۰۶ مین کہتے ہین کہ مراد
اس آیت سے محمد ہین اور اردو تاریخ کلیسیا ولیم میور صفحہ ۲۰۵ مین ہے
کہ مونتانس کا فرقہ ۱۷۶ء مین ہوا کہ اسنے دعوے نبوت کیا کہ پارا کلیٹ
مین ہون اور بہت دیندار عیسائی پارا کلیٹ کا انتظار کرتے رہے ۔ باقی آیندہ

اشتہار منشور محمدی

امروزکہ دستگاہ داری دتوان	بینے کہ بر سعادت اردبشتان	پیش از توران دیگری بود بہمان	بعد از توران دیگری بشتہ

اخبار منشور محمدی کو جاری ہوئے چودہ مہینے سال شروع ہوا ہے۔ ابتک اس اخبار نے اعلان دین حق میں جو کوشش کی ہے وہ مسلمانوں پر ظاہر ہے یہ اخبار صداقت شعار ایسے زمانہ میں جاری کیا گیا جبکہ پیروان دین پوپسی کی حد سے زیادہ زور و شور تھا مثل الاخبار لکھنؤ نیز مرتدان دین اسلام کی جانب اسلام اور بانی اسلام کی نسبت بالکل فحش اور مسلمانوں کو رنج پہونچانیوالی تحریریں چھپا کرتی تھیں اور چونکہ مسلمان بیگانے پاس تھے تمامی ملک ہند میں ان اعتراضات باطلہ اور مطاعن سیجا کے جواب دینے کو کوئی اخبار نہیں تھا لہذا مسلمان چار ناچار خاموش ہا کر رہتے تھے اور مسلمانوں کی اس خاموشی کو پادری لوگ و کرستان انکی عجز اور دین اسلام کی بودگی خیال کرتے تھے پس ایسے وقت میں اس منشور صداقت ظہور کا ظہور ہوا اور فضل الٰہی اور طفیل ساپانچ ہی مہینے کچھ عرصہ سے شیوع کو نہ گذرا تھا کہ پادریوں کو مات پر مات ہونے لگی اعتراضات تو درکنار مسلمانوں کے جوابوں کے جواب میں ان کو کچھ نہ سوجھا اہل اسلام نے جب خصم کو اسی کی تمامی مانی گئی کتابوں سے جواب دینا شروع کیا اور اپنے دعوے کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے ثابت کر دکھایا تو بجز اس کے کچھ چارہ نہ ملا کہ عیسائی اخبار جو چند روز پیشتر میدان مناظرہ میں انا فرعون کا دعوے کرتے تھے دریائے نیل خجالت میں ڈوبنے لگے جو شمس ہونے کا دعوے کرتے تھے وہ کوکب بنے پادری جب علے کو مشن لکھنؤ سے دست بردار ہونا پڑا بہت سے مرتدان اسلام اپنے کردار بد سے تائب ہو کر پھر دین اسلام کے دائرہ حقہ میں داخل ہو گئے۔ اسی اخبار کی دولت اشاعت سے ردنصاریٰ میں فضلاء دین اسلام نے اتنے رسالے مرتب کئے اور کتابیں تصنیف کیں کہ دین عیسوی کے ہیجیان اور تمامی ہند میں رشک نصرت دین اسلام کا ادعے لگا پادری اور رکانے کست جو فریب اور زبان آوری سے اکثر نادان مسلمانوں سے بحث کر کے اپنا غلبہ لاتے تھے انکا یہ حال ہو گیا کہ مسلمانوں کو لڑکوں سے بحث میں عاجز ہونے لگا جب کسی مسلمان نے پوچھا پادری جی یسوع کے ناصری کہلانے کی پیشین گوئی کہاں لکھی ہے بتلائی تو پادری صاحب قبلین جھانکنے لگے کسی اور نے جب سوال کیا کہ ایک گنہ کی سزا ابدی جہنم ہی تو فرمائیے کہ مسیح صاحب جو بے انتہا گناہوں کا سر پر لئے مصلوب ہوئے ہیں کب تک جلا کریں گے۔ بجواب اسکی پادری صاحب آگ کا بگولا بنجاتے ہیں غرض اب کو ننگ اسلام سے واقف ہو گئے ہیں کہ پادری صاحبان ناحق منادی کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ انکی اناجیل مروجہ تحریف اور دروغ سے مملو اور کذب آمیز ہیں یہ سب واقفیت جو عام مسلمانوں کو ہوئی ہے اور بوقت مباحثہ بڑے بڑے پادریوں پر غالب آتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ منشور محمدی نے انکو ساری باتوں پر اطلاع بخشی ہے۔

غرض ایسا اخبار صداقت آثار جس سے دین اسلام کی ظاہر و باطن نصرت ہوتی ہے چاہیے تو یوں تھا کہ مسلمانوں کا حرز جان بنتا اور مسلمانان ہند دوکان اسکی تائید لینے پر واجب جانتے مگر افسوس ہے کہ فی الحال اسکی امد میں بڑی کمی رو دی ہے اور چونکہ ابتدا رسالے سے اکثر نادہند خریدار رو دکان کے پاس اس اخبار کا روانہ کرنا بند کر دیا گیا ہے لہذا فہرست خریداروں میں بالکل کمی ہو گئی ہے پس تمامی اہل اسلام کی خدمت میں شہر شہر کی یہ عرض ہے کہ براہ حمیت دین اس منشور مطلع النور کی اعانت اپنے پر لازم سمجھیں حاجیوں گذرتی یہ نہیں کہ لاکھ دو لاکھ کا چندہ کر دو ہزار دو ہزار روپیہ یکمشت شہر کے پاس روانہ کر دو بلکہ درخواست یہی ہے کہ ہر شہر سے دس پندرہ مسلمان جلیل اور اک اخبار کی خریداری کریں اور پانچ روپیہ سالانہ قیمت بصیغہ پیشگی جسمیں محصول ڈاک بھی آگیا جو اگر اس صورت سے اس اخبار کی اعانت پر اہل اسلام ہند متوجہ ہوں تو کچھ بڑی بات نہیں کہ ہندوستان کے ہر اک شہر میں دس پندرہ پرچے منشور محمدی کے فروخت ہوں اور تھوڑے عرصہ میں صدہا پرچے بکنے لگیں اور اخبار کا تعداد ہزار سے گذر جائے اگر ہندوستان کے اہل اسلام کی ہمت سے ہزار پرچے خرچ ہوں یا کم سے کم پانسو پرچوں کے خریدار ایسے ملیں جو سالانہ قیمت بحساب ۵ روپیہ بصیغہ پیشگی ارسال فرمائیں تو مشتہر کا ارادہ یہ ہے کہ اخبار سے ۱۶ صفحے کر دیئے جائیں جن سے ۱۲ صفحوں میں حسب معمول مضامین مناظرہ و ردنصاریٰ چھپا کریں گے اور باقی کے چار صفحوں میں بیش کتاب ردنصاریٰ (جیسے فی الحال ازالۃ الاوہام وغیرہ) مطبوع ہو کر خریداروں کی خدمت میں ارسال کیا جائیگی امید ہے کہ اہل اسلام آپ کی ہمت اور حمیت سے امیدواری ہے مشتہر کی اس آرزو کو پورا کرو گے۔

مقام بنگلور ۵ رجب المرجب ۱۳۱۲ھ — الملتمس محمد شریف مہتمم منشور محمدی و مطبع بحر الاسلام۔

مطبع بحر الاسلام بنگلور میں محمد شریف کے اہتمام سے چھپا۔